بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام ان مسائل کے بارے میں کہ!

(۱) مالک دکان جس کو دکان دینا چاہتا ہے، اس سے وہ پیسوں کی پگڑی ایڈوانس میں لیتا ہے، مثلاً لاکھ یا دو لاکھ روپے، مالک دکان کا اس طرح دکانداروں سے پگڑی لینا شرعاً کیسا ہے؟

(۲) ان پیسوں کا مالک دکان کے لئے استعمال کرنا کیسا ہے؟

(۳) زید نے اپنی مارکیٹ کے لئے ایک میٹر لگایا ہے، بل آنے پر وہ تمام دکانداروں پر برابر تقسیم کرتا ہے، اس میں کچھ دکاندار ایسے ہیں جو بجلی کا استعمال کم کرتے ہیں اور کچھ زیادہ، شریعت کی رُو سے زید کا یہ تقسیم کار بجلی کے بل کے متعلق درست ہے یا نہیں؟

المستفتی:حافظ دلاور
۰۳۳٤۸۲٥۱۸۲٦

الجواب حامداومصلیا

(۱) صورت مسئلہ میں مالک دکان کا دکانداروں سے پگڑی لینا شرعاً ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ پگڑی کی شرعی کوئی بنیاد نہیں ہے، اصطلاح شرع اور عرف کے اعتبار سے نہ یہ بیع ہے اور نہ اجارہ، لہٰذا پگڑی پر مکان یا دکان دینا یا لینا شرعاً جائز نہیں ہے۔

فی بحوث في قضايا فقهية معاصرة (۱/۱۰۸)

تحقق مما ذكرنا أن بدل الخلو المتعارف الذي يأخذه المؤجر من مستأجره لا يجوز، ولا ينطبق هذا المبلغ المأخوذ على قاعدة من القواعد الشرعية، وليس ذلك إلا رشوة حراما.

و فی الدر المختار (٤/ ٥١٨)

وفي الأشباه لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة.

و فی رد المحتار (٤/ ٥١٨)

(قوله: لا يجوز) قال في البدائع: الحقوق المفردة لا تحتمل التمليك ولا يجوز الصلح عنها.

(۲) پگڑی کی رقم مالک دکان کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے، جس سے لی ہو اسے واپس کرنا واجب ہے۔

فی رد المحتار (٥/ ۹۹)

والحاصل أنه إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم، وإلا فإن علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنية صاحبه.

و فیه ایضاً (٦/ ۳۸٥)

ويردونها على أربابها إن عرفوهم، وإلا تصدقوا بها لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر للرد على صاحبه.

و فی الهندية (٥/ ٤٢٨)

والسبيل في المعاصي ردها وذلك هاهنا برد المأخوذ إن تمكن من رده بأن عرف صاحبه وبالتصدق به إن لم يعرفه.

(۳) شریعت کی رو سے ہر وہ عقد جس کو عاقدین باہمی رضامندی سے منعقد کریں، اور وہ شروط فاسدہ سے خالی ہو، اور اس میں کسی کو نقصان کا سامنا نہ کرنا پڑتا ہو، اور نہ وہ عقد جہالت کی وجہ سے جھگڑے کی طرف لے جانے والا ہو، ایسا عقد جائز ہے لہٰذا صورت مسئولہ میں زید کا صارفین کی رضامندی سے بجلی کے بل کو اس طرح تقسیم کرنا کہ سب پر برابر سرابر روپے لازم ہوں، درست اور جائز ہے، اگرچہ بعض دکاندار کم بجلی استعمال کرتے ہوں، کیونکہ اس طرح کے معاملات اب عرف میں عام ہو چکے ہیں اور لوگ اس طرح کے تھوڑے بہت نقصان کی پرواہ نہیں کرتے، اور نہ ہی یہ معاملہ کسی سے مجہول رہتا ہے، جیسا کہ آج کل کئی مسافر اور ملازمین ایک کمرہ میں اکٹھے رہتے ہیں، کرایہ، گیس، بجلی کا بل اور دیگر اخراجات سب برابر ادا کرتے ہیں حالانکہ سب کا استعمال ایک جیسا نہیں ہوتا، البتہ اگر دکاندار راضی نہ ہوں، تو پھر ہر دکاندار کے لئے الگ الگ میٹر کا انتظام کیا جائے۔

فی الدر المختار (٦/ ٤٤٣)

نهر بين قوم اختصموا في الشرب فهو بينهم على قدر أراضيهم لأنه المقصود بخلاف اختلافهم في الطريق فإنهم يستوون في ملك رقبته.

وفی رد المحتار (٦/ ٤٤٣)

والحاصل: أنه يقسم على الرءوس سائحاني عن الملتقط ومثله الاختلاف في ساحة الدار.

و فيه ايضاً (٥/ ٥٨٠)

(قوله كالطريق) الطريق يقسم على عدد الرءوس لا بقدر مساحة الأملاك إذا لم يعلم قدر الأنصباء وفي الشرب متى جهل قدر الأنصباء يقسم على عدد الأملاك لا الرءوس منية.

و فی بدائع الصنائع (٥/ ٢٧٧)

بخلاف الجماعة إذا اختلفوا في طريق مشترك بينهم أنه لا تحكم فيه بقعة الدار بل يعتبر فيه عدد الرءوس. فقط والله اعلم بالصواب.

ارسلان خان

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

۲۱/۴/۱۴۴۳ھ

27 / 11 / 2021

الجواب صحیح

ریاض محمد

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

۲۱/۴/۱۴۴۳ھ

الجواب صحیح

بندہ ضیاء الرحمٰن عفی عنہ

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

۲۱/۴/۱۴۴۳ھ

دارالافتاء

فتویٰ نمبر ۱/۵۸۶۹

رجسٹر نمبر ۱۵۱

تعلیم القرآن راجہ بازار، راولپنڈی پاکستان

رئیس دارالافتاء

مفتی